علامہ محمد اقبال اور رتن سنگھ زخمی کی منقبت حضرت علیؑ کا تجزیاتی وتقابلی مطالعہ

ڈاکٹر بابر نسیم آسی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Not only muslim poets, but non muslim poets have contributed to praising the Prophet of Islam (P.B.U.H) and his family (The Ahle-e-Bait).Both Muslim and Non muslim poets have acknowledged the greatness of these pure and great souls.Allama Muhammad Iqbal is a famous philospher poet of the sub-Continent who has a close affiliation with the family of the Prophet.In his first book, "Asrar-e-khudi" he has written a manqabat a poem praising Hazrat Ali (A.S), "Dar Shararh Asrar-e-Asmaye-Ali Murtaza" which is a poem written to praise the Prophet,s family.

Rattan Sing Zakhmi is a famous poet of the 13th century.He was raised in an educated Hindu family.However he embrassed Islam three years before his death.In his collected works, there is a "Haft Band" (seven stanza poem) which is written in admiration of Hazrat Ali (A.S).This research article offers an analytical and comparative reading of these two poets.

حضور نبی کریمؐ اور ان کے اھل بیت اطہارؑ کی شان میں تقریباً سبھی شعرا نے گلہائے عقیدت پیش کیے ہیں اور اس میں مذھب کی تخصیص کا عمل دخل نہیں ہے۔ مسلم شعرا کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں نے بھی اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالا اور ھندووں، سکھوں کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاھب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی خلوص دل سے نعت اور منقبت کے میدان میں طبع آزمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ علامہ محمد اقبال برعظیم پاک و ہند کے مشہور فلسفی شاعر ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ اور ان کے اہل بیتِ اطہار سے گہری عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے کلام سے اس عقیدت و محبت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ رتن سنگھ زخمی تیرھویں صدی ھجری کے معروف شاعر ہیں جن کا تعلق ہندوؤں کے معروف قبیلہ کایستھ سے تھا۔ انھوں نے اپنی وفات سے تین سال قبل اسلام قبول کیا۔ زیر نظر مقالے میں ان دونوں شعراء کی منقبت حضرت علیؑ کا تجزیاتی وتقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اکرمؐ کے چچازاد بھائی، داماد، اور خلیفہ چہارم ہیں۔ آپؑ کو

یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور اکرمؐ کی دعوت تبلیغ پر سب سے پہلے انہوں نے لبیک کہا۔ ان کی شجاعت دیکھ کر حضور اکرمؐ نے ''لافتی الاعلی'' ۱؎ کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ حضور اکرمؐ کی دعوت تبلیغ پر مکہ کی پہاڑیوں پر سب سے پہلے انہوں نے لبیک کہا اور عرض کیا اگر چہ میں کمسن ہوں لیکن مشکل کی ہر گھڑی میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اقبال کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بہادروں کے سردار ہیں۔ ان کی ذات عشق کے لئے سرمایۂ ایمان ہے۔ میں ان کے خاندان کی محبت کے سبب زندہ اور دنیا میں موتی کی طرح تابندہ ہوں۔ میں نرگس کے پھول کی مانند ان کے کمالات کے نظارے میں محو ہوں اور ان کی کیاری میں خوشبو کی طرح پھیلا ہوا ہوں۔ میری خاک سے پھوٹنے والا زمزم یعنی میری شاعری انہی کی بدولت ہے اور مجھے حاصل شدہ عرفان انہی کے وجود مسعود کی وجہ سے ہے۔ میں خاک ہوں لیکن ان کی محبت کے باعث آئینہ بن گیا ہوں اور میرے سینے میں ان کی آواز کو دیکھا جا سکتا ہے:

مسلمِ اول شہ مرداں علیؑ عشق را سرمایۂ ایماں علیؑ
از ولائے دودمانش زندہ ام در جہاں مثلِ گہر تابندہ ام
نرگسم وارفتۂ نظارہ ام در خیابانش چو بو آوارہ ام
زمزم ار جوشد ز خاکِ من ازوست مے اگر ریزد ز تاکِ من ازوست
خاکم و از مہرِ او آئینہ ام می توان دیدن نوا در سینہ ام ۲؎

اقبال کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے ان کے چہرہ مبارک سے اچھا شگون لیا اور فرمایا کہ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے، کرم اللہ وجہہ الکریم۔ ان کے رعب اور دبدبے سے اسلام کو عظمت ملی۔ ان کے فرمودات دین حق کے لئے تقویت کا باعث ہیں۔ کائنات کو ان کے گھرانے سے آئین ملا:

از رخِ او فال پیغمبرؐ گرفت ملتِ حق از شکوہش فر گرفت
قوتِ دین مبیں فرمودہ اش کائنات آئین پذیر از دودہ اش ۳؎

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ مسجد نبوی کے کچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور آپؑ کا جسم اطہر غبار سے اٹا ہوا تھا کہ حضور اکرمؐ تشریف لائے اور آپؑ کو ابو تراب کہہ کر مخاطب کیا۔ اقبال کہتے ہیں کہ رسالت مآبؐ نے انہیں ابو تراب کا خطاب دیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید میں ید اللہ کہہ کر پکارا ہے۔ زندگی کے رازوں سے آگاہی رکھنے والا شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ناموں کے بھید سے واقف ہے:

مرسلِ حق کرد نامش بو تراب حق ید اللہ خواند در ام الکتاب
ھر کہ دانائے رموزِ زندگیست سر اسمائے علیؑ داند کہ چیست ۴؎

انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی اور مٹی کو تاریکی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں انسان کی تخلیق کے متعلق ارشاد ہے کہ ''**خلق الانسان من صلصال کا الفخار** ''۵؎ (انسان کو ہم نے بجتی، کھڑکتی ہوئی مٹی سے تخلیق کیا)۔ یہ بدن انسان کو نفسانی خواہشات کی راہوں پر لے جا کر ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ بدن

تاریک مٹی کی مانند ہے، جس کے ظلم وستم کے ہاتھوں عقل آہ وفغان کر رہی ہے۔ آسمان تک رسائی رکھنے والی بلند وبالا فکر اس کے ہاتھوں پستی میں گھری ہوئی ہے اور اس کی بدولت آنکھیں اندھی اور کان بہرے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ہوس کی دو دھاری تلوار ہے اور راہِ طریقت کے سالکین کے دل اس سے خوفزدہ ہیں۔ یہ بدن انسان کو مختلف جسمانی اور روحانی علائق میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے اس کے ہاتھوں ذلیل وخوار ہوتا ہے۔ اسداللہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس بدن پر قابو پا لیا اور اس تاریک مٹی کو کیمیا میں بدل دیا۔ وہ مرتضیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں اور ان کی تلوار سے حق روشن اور واضح ہوتا ہے۔ ان کی تلوار حق کی سربلندی کے لئے وار کرتی ہے۔ اپنے جسم کی مملکت پر فتح پا کر ''ابوتراب''، یعنی ''مٹی کا باپ'' کا خطاب حاصل کیا۔ اقبالؒ نے یہاں منفرد نکتہ نکالا ہے کہ جسم کا غبار آلود ہونا تو ظاہری کیفیت ہے جو مٹی کے فرش پر لیٹنے سے پیدا ہوتی ہے لیکن ان کو یہ خطاب اپنے بدن کی اقلیم کو فتح کرنے کی بدولت ملا کہ ان کی محبت اور دشمنی کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں تھی بلکہ انہوں نے اپنی رضا کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں گم کر دیا ہوا تھا۔ اس کی ایک مثال جنگ احزاب کا وہ واقعہ ہے جس میں دشمن نے ان کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا اور انہوں نے اس کو محض اس لیے چھوڑ دیا کہ اس میں ذاتی غصہ شامل ہو گیا تھا:

خاکِ تاریکی کہ نامِ او تن است عقل از بیدادِ او در شیون است
فکرِ گردوں رس زمین پیما ازو چشم کور و گوش ناشنوا ازو
از ہوس تیغِ دو رو دارد بدست رہرواں را دل برین رہزن شکست
شیرِ حق این خاک را تسخیر کرد این گِلِ تاریک را اکسیر کرد
مرتضٰی کز تیغِ او حق روشن است بو تراب از فتحِ اقلیمِ تن است [۶]

اقبال کہتے ہیں کہ بہادر آدمی صفت کراری کی بنا پر مملکت کو فتح کرتا ہے اور اس کی خودداری کے سبب اس کی عزت وآبرو ہے۔ حضرت علیؑ حیدر کرار ہیں اور آپؑ جیسا بہادر اور شجاع کوئی بھی نہیں۔ جو کوئی دنیا میں اپنے بدن کی اقلیم پر فتح پا کر ابو تراب بن جاتا ہے، وہ سورج کو مغرب سے واپس مشرق کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ اقبالؒ نے حضرت علیؑ کا رجعتِ خورشید کا واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے سورج کو واپس پلٹا دیا تھا۔ غالب نے بھی اپنے ایک شعر میں اس واقعے کا یوں ذکر کیا ہے:

ز حیدریم من و تو ز ما عجب نبود گر آفتاب سوی خاوراں بگردانیم [۷]

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے بھی جسم کے گھوڑے پر کس کر زین باندھ لی وہ حکومت کی انگوٹھی میں نگینے کی طرح بیٹھ گیا۔ آپؑ کے پاوں تلے خیبر کی شان وشوکت روندی گئی اور آپ نے خیبر کا آہنی دروازہ اپنے زور بازو سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ یہ اس دنیا میں آپؑ کی عظمت ہے۔ اگلے جہان میں آپؑ قسیم کوثر ہوں گے کہ ایک روایت کے مطابق حضور اکرمؐ کا حکم پا کر آبِ کوثر تقسیم فرمائیں گے:

مرد کشور گیر از کراری است گوھرش را آبرو خودداری است
ھر کہ در آفاق گردد بوتراب باز گرداند ز مغرب آفتاب

ھر کہ زیں بر مرکبِ تن تنگ بست چون نگین بر خاتمِ دولت نشست
زیرِ پایش اینجا شکوہِ خیبر است دستِ او آنجا قسیمِ کوثر است ۸

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "انا مدینة العلم و علیٌ بابها فمن اراد المدینة فلیات الباب" ۔ترجمہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، پس جو شہر میں آنا چاہے، اسے چاہیے کہ وہ دروازے سے آئے۔ ۹

اقبال کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ علم کے شہر کا دروازہ ہیں اور حجاز و چین و روم کی حکومتیں ان کے زیرِ نگیں ہیں یعنی وہ باطنی علوم کے ساتھ ساتھ ظاہری شان و شوکت سے بھی مالا مال ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنے بدن پر حکم چلانے والا بننا چاہیے تا کہ اپنے انگور کی بیل سے روشن شراب پی سکے یعنی ایسے اعمال کرنے چاہئیں کہ دنیا اس کی مرضی کے تابع ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ جل کر راکھ ہو جانا پروانوں کا شیوہ ہے، تو مٹی کا باپ بن کہ یہی مردانگی ہے یعنی اقبالؒ ملت اسلامیہ کے افراد کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا اسوہ اپنانے کی تعلیم دیتے ہیں:

ذاتِ او دروازۂ شہر علوم زیرِ فرمانش حجاز و چین و روم
حکمران باید شدن بر خاکِ خویش تا مے روشن خوری از تاکِ خویش
خاک گشتن مذھب پروانگی است خاک را اب شو کہ ایں مردانگی است ۱۰

مہاراجہ رتن سنگھ زخمی تیرھویں صدی ھجری کے معروف شاعر ہیں۔ شاہان اودھ کی طرف سے فخر الدولہ دبیر الملک مہاراجہ رتن سنگھ بہادر ہوشیار جنگ کے خطاب سے سرفراز تھے۔ ان کی ولادت ۱۱۹۷ھ۔ق بمطابق ۱۷۸۲ء لکھنو میں ہوئی۔ ۱۱ ان کا تعلق ھندوؤں کے معروف قبیلہ کایستھ (kayasth) سے تھا جن کی اکثریت علما و فضلا پر مشتمل ہے اور عربی اور فارسی زبانوں کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ زخمی نے فن شاعری کی تربیت مرزا محمد حسن قتیل سے حاصل کی۔ ۱۲ زخمی نے اپنی وفات سے تین سال قبل مذھب اسلام کو مذہب حق کے طور پر (۱۲۶۴ق) میں قبول کیا۔ ۱۳

حضور نبی کریمؐ کی ذات طیبہ بہترین اخلاق کا مجموعہ تھی اور اسی سیرت کو آپؐ کے اھل بیت اطہار اور اصحابؓ نے اس طرح اپنایا کہ اپنوں کے ساتھ ساتھ بیگانوں کو بھی تسلیم کرنا ہی پڑا۔ جن غیر مسلموں نے تعصب سے بالاتر ہو کر ان پاکیزہ انفاس کی سیرت کا مطالعہ کیا تو لامحالہ ان کی عظمت کا اعتراف بھی کیا۔ رتن سنگھ زخمی نے اگرچہ ھندووانہ ماحول میں پرورش پائی اور ان روایات کو سینے سے لگا کر پلے بڑھے لیکن ان کا تعلق ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھا اور تحصیل علم سے گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ زخمی نے اپنی زندگی کے صرف آخری تین برس بحثیت مسلمان بسر کیے۔ ان کے ضخیم دیوان میں ایک ھفت بند ملتا ہے جو ان کی اھل بیت اطہارؑ بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت کا عکاس ہے۔ اس ھفت بند میں وہ حضرت علیؑ کے لیے جو القابات استعمال میں لاتے ہیں، اس کی وجہ محض اندھی عقیدت و ارادت نہیں بلکہ وہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے ممدوح کی ذات مبارکہ ان تمام اوصاف عالی کا مجموعہ تھی جو کسی بھی کامل شخصیت کی ذات کا بنیادی جوہر خیال کیے جاتے ہیں۔ رتن سنگھ زخمی ھفت بند کے آغاز میں کہتے ہیں کہ اے

منبع نورِ ربّ العالمین اور آسمان دین وانصاف کے چمکتے ہوئے چاند! آپؑ پر سلام ہو۔ آپؑ وجود کی مملکت کے بادشاہ ہیں اور آپؑ کا وجود مسعود عزت وشرف کا باعث ہے۔ آپؑ کائنات کے رازوں کے جاننے والے ہیں۔ آپ نے ارزنہ کے جنگل میں حضرت سلمان فارسیؓ کو شیر سے نجات دلائی تھی۔ آپ خدا کے شیر ہیں، شاہ مرداں ہیں اور حضور اکرمؐ نے آپ کے وجود کو اپنا وجود قرار دیا ہے۔ آپ رنج والم کو دور کرنے والے، دونوں جہانوں کے شافع ہیں اور کینہ وبغض کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے ہیں۔ آپؑ کی ذات صدق وصفا کا مظہر ہے اور آپ بدعت کو ختم کر کے اسلام کی نصرت فرمانے والے ہیں۔ آپ دونوں جہانوں کے بادشاہ ورسولؐ کے محبوب ہیں۔ تمام اولادِ آدم کے سردار اور سیدۃ النساءؑ کے شوہر نامدار ہیں:

السلام ای مشرقِ انوارِ رب العالمین ماہِ برجِ برتری، مہرِ سپہرِ داد و دین
بادشاہِ ملکِ ھستی، ھستیِ عزّ و شرف عالمِ اسرارِ عالم، عالمِ علم و یقین
منجیِ سلمانؓ بہ دشتِ ارزنہ از دستِ شیر شیرِ یزدان، شاہِ مردان، نفسِ خیرالمرسلینؐ
دافعِ رنج و الم ھا، شافعِ ھر دوسرا رافعِ اعلامِ نصرت، قامعِ بنیادِ کین
منظرِ اسرارِ ملت، مظہرِ صدق و صفا ماحیِ آثارِ بدعت، حامیِ دینِ مبین
پادشاہِ ھر دو عالم، جان و جانانِ رسولؐ سید اولادِ آدم، زوجِ زھرای بتولؑ ۱۴؎

زخمی کہتا ہے کہ آفتاب آپؑ ہی کی روشن رائے کے نور سے اپنی روشنی حاصل کرتا ہے اور آپؑ کے چہرہ مبارک کے سامنے رات کے روشن ستارے کھوٹے سکے معلوم ہوتے ہیں۔ زخمی اپنے ممدوح کی تعریف میں دنیا کو روشن کرنے والے ستاروں کو ان کے رخ روشن کے سامنے کھوٹے سکے قرار دیتا ہے جن کی بازار میں کوئی مانگ نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپؑ کی شان وشوکت کے سامنے آسمانوں کا گنبد انڈے کی طرح حقیر ہے اور آپ کی عظمت کے سامنے ھما پرندہ جو عظمت اور بلندی حاصل کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے، انگور کے بیج کی مانند حقیر ہے۔ جوان کے زورِ بازو کو دیکھ لیتا ہے وہ رستم پہلوان کی داستان کو بھول جاتا ہے:

آفتاب از نورِ رای روشن تو پرتوی پیش روی رشکِ ماھت اختران شب فلس
با شکوھت قبۂ نہ چرخ ھچو بیضہ ای نیست عنقا پیش قافِ شانت الا یک تکس
داستان رستم دستان ز سر بیرون کند ھر کہ بیند زورِ بازوی تو شاھا یک نفس ۱۵؎

زخمی کہتے ہیں کہ جب ان کے قدم جہاد کے لیے اٹھتے ہیں تو ان کی سواری کے سامنے جنت کے اونٹ بھی خچر بن جاتے ہیں۔ انہوں جنگ خندق میں عمرو بن عبدود جیسے بہادر پہلوان کو ایک ہی ضرب سے واصل جہنم کیا اور نصیر کو حیات بعد از ممات بخشی۔ رسول اکرمؐ کی طرف سے آپؑ کو ذوالفقار عطا ہوئی اور اس تلوار سے آپؑ نے لشکر کفار کے سر کو خون میں نہلا دیا۔ آپؑ کے لئے کئی بار رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ ''انہ منی وانا منہ'' (بے شک یہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں) جس پر حضرت جبرائیل روح الامینؑ نے کہا ''وانا منکما'' (میں آپ دونوں کا ہوں) زخمی لکھتے ہیں:

چون قدم برداشتہ بہرِ جہاد اندر رھت ز پر ران صد اشترِ فردوس استر یافتہ

پہلوانی چون عمرو را کشتہ ای از ضربتی　　جانِ نُصیر از لطفِ جان بخشت مکرر یافتہ
تا بہ دستِ ذوالفقار آید رسولِ حق پرست　　لشکرِ ابلیس را در خون تپان سر یافتہ
بہرِ تو صد بار ''منی'' گفتہ خیر المرسلینؐ　　صد شرف از ''منکما'' روح الامین دریافتہ ۱۶

اپنے ممدوح کی تعریف میں وہ کہتے ہیں کہ آپؑ کی بلند و بالا شان و شوکت حضور اکرمؐ کی نشانی ہے اور حضورؐ کی نسل آپؑ ہی کے صلب مبارک سے آگے بڑھی ہے۔ زخمی علوم عقلیہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپؑ کی سیرت مشتری جیسی ہے جو سب سے روشن سیارہ ہے۔ رفعت و بلندی میں زحل ہیں جو بلند ترین سیارہ ہے اور استقامت میں بہرام یعنی مریخ کی مانند ہیں۔ آپؑ سے نماز پڑھتے ہوئے کسی سائل نے سوال کیا تو آپؑ نے اپنا چاندی کی انگوٹھی والا ہاتھ آگے بڑھا کر اس سائل کو دوران نماز بخشش کی۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک سائل نے مسجد نبوی میں سوال کیا تو کسی نے اس کو کچھ نہ دیا۔ حضرت علیؑ نماز ادا کر رہے تھے اور حالت رکوع میں تھے۔ آپ کے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی۔ آپ نے سائل کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ سائل نے انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اُتار لی۔ ۱۷ اس موقع پر آیت نازل ہوئی: ''انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ وھم راکعون'' ۱۸۔ ترجمہ: تمہارے دوست اللہ اور اس کا رسولؐ اور ایمان والے ہی ہیں جو نماز کے پابند ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

ای کہ شان تست در رفعت نشانِ مصطفیٰ　　باقی از صلب تو در عالم نشانِ مصطفیٰ
مشتری سیرت، زحل ھفت، مہ بہرام روز　　نیست شاھا جز تو کس بر آسمانِ مصطفیٰ
کن مرا از دیگران در دین و دنیا بی نیاز　　آنکہ بخشیدی بہ سایل مال ھا اندر نماز ۱۹

زخمی کہتے ہیں کہ ان کی تلوار رحمت ہے اور حضور اکرمؐ نے آپ کو امیر المومنین کہہ کر خطاب کیا ہے۔ جس بھکاری نے آپؑ کے دستِ سخا پر اپنی نظریں جما دیں، اس کا دل دونوں جہانوں سے غنی ہو گیا۔ آپؑ نے بے مثل قوت بازو سے تیغ دین کے ذریعہ دنیا کو نیست و نابود کر دیا:

گفت تیغ تست رحمت یا امیرالمومنین　　خواند مولیٰ مصطفیٰؐ ات یا امیرالمومنین
دل غنی شد از دو عالم ھر فقیری را کہ دوخت　　چشم بر دستِ سخایت یا امیرالمومنین
زالِ دنیا را بہ تیغِ دین بہ خون غلطان بداشت　　بازوی رستم ربایت یا امیرالمومنین ۲۰

وہ کہتے ہیں کہ جسم و جان کا حسن آپؑ ہی کے احسان کا فیض ہے کیونکہ آپؑ کو ابوتراب کا خطاب حاصل ہے اور چاند اور سورج جیسی گیندیں آپؑ کے چوگان کھیلنے کے لیے ہیں:

ای کہ حسنِ جسم و جان از فیضِ احسانِ شماست　　خواہش حسن آفرین رویی بہ فرمانِ شماست
پیرِ گردون روز و شب با صد ادب چون گردگان　　گوی مہر و مہ بہ کف از بہرِ چوگان شماست ۲۱

ماحصل:

حضور اکرمؐ اور آپؐ کے خاندان سے محبت جہاں ایک مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے وہیں غیر مسلموں نے بھی ان کے اوصاف حمیدہ کی بنا پر ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ رتن سنگھ زخمی اگرچہ اپنی وفات سے محض تین برس قبل مشرف بہ اسلام ہوئے اور باقی زندگی دین حق کے دائرے میں بسر کی لیکن ان کے ھفت بند میں موجود معلومات اور استعمال شدہ القابات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ وہ قبول اسلام سے پہلے نہ صرف ان پاکیزہ ھستیوں کے اطوار و خصائل سے واقفیت رکھتے تھے بلکہ ان سے گہری عقیدت و وابستگی بھی رکھتے تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنے کلام میں کیا۔

اقبال کی پرورش اگرچہ مذہبی ماحول میں ہوئی اور ان کے دل میں پیغمبر اسلامؐ اور ان کی ذات سے وابستہ شخصیات سے گہری وابستگی تھی، لیکن انہوں نے اپنی تعریف کا مرکز محض اندھی عقیدت اور ارادت کو نہیں بنایا بلکہ ان کی ذات کے وہ جوہر نمایاں کیے جو انہوں نے بشری تقاضوں کو نبھاتے ہوئے اقوام عالم کے سامنے پیش کیے اور اپنے اخلاق، کردار اور عمل سے اپنے آپ کو بہترین اور مثالی انسان ثابت کیا۔

حواشی:

۱۔ ابن الاثیر الجزری، مجد الدین ابوالسعادت المبارک بن محمد، جامع الصول فی احادیث الرسول، جلد ۷، (بغداد مکتبہ دار البیان، ۱۹۷۱م)، ص ۵۵۵

۲۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی)، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰م)، ص ۶۲۔

۳۔ ایضاً، ص ۶۳

۴۔ ایضاً

۵۔ القرآن---الرحمٰن: ۱۴

۶۔ اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، ص ۶۳

۷۔ غالب، مرزا اسد اللہ خان، کلیات غالب (فارسی)، (لاہور: شیخ مبارک علی، اندرون لوہاری دروازہ، س۔ن) ص ۵۹۲

۸۔ اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، ص ۶۳

۹۔ امام حاکم، المستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد ۳ (بیروت: دار المعرفہ، س۔ن) ص ۱۲۶

۱۰۔ اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، ص ۶۴

۱۱۔ زخمی، رتن سنگھ زخمی، تذکرہ انیس العاشقین، نسخۂ خطی، (لاہور، دانشگاہ پنجاب، شمارہ 23/994 pfi vi) برگ ۲۱۳ب

۱۲۔ علی رضا نقوی، دکتر، تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، (تہران: چاپ علی اکبر علمی، ۱۳۴۳ش) ص ۵۲۳

۱۳۔ نصر اللہ مردانی، ستیغ سخن (تذکرہ منظوم)، (تہران: چاپ علی اکبر، ۱۳۷۱ش) ص ۱۰۷

۱۴۔ زخمی، رتن سنگھ، دیوان رتن سنگھ زخمی، مصحح دکتر بابر نسیم آسی (لاہور: گروہ زبان وادبیات فارسی، دانشگاہ جی سی، ۲۰۱۴ء) ص ۷۷۶-۷۷۵

۱۵۔ ایضاً ص ۷۷۶

۱۶۔ ایضاً ص ۷۷۷

۱۷۔ الطبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد ۱۰، المحقق احمد محمد شاکر، (بیروت، مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰م) ص ۴۲۵

۱۸۔ القرآن ...... المائدۃ: ۵۵

۱۹۔ ایضاً ص ۷۷۸

۲۰۔ ایضاً ص ۷۷۹

۲۱۔ ایضاً

مآخذ:

۱۔ ابن الاثیر الجزری، مجد الدین ابو السعادت المبارک بن محمد، جامع الصول فی احادیث الرسول، جلد ۷، (بغداد مکتبہ دار البیان، ۱۹۷۱م)

۲۔ اقبال، علامہ محمد، کلیات اقبال (فارسی)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰م۔

۳۔ الطبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد ۱۰، المحقق احمد محمد شاکر، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰م۔

۴۔ امام حاکم، المستدرک علی اصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد ۳، بیروت: دار المعرفہ، س۔ن۔

۵۔ زخمی، رتن سنگھ زخمی، تذکرہ، انیس العاشقین، نسخہ، خطی، لاہور، دانشگاہ پنجاب، شمارہ pfi vi 23/996۔

۶۔ زخمی، رتن سنگھ، دیوان رتن سنگھ زخمی، مصحح دکتر بابر نسیم آسی، لاہور: گروہ زبان وادبیات فارسی، دانشگاہ جی سی، ۲۰۱۴۔

۷۔ علی رضا نقوی، دکتر، تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، تہران: چاپ علی اکبر علمی، ۱۳۴۳ش۔

۸۔ غالب، مرزا اسد اللہ خان، کلیات غالب (فارسی)، لاہور: شیخ مبارک علی، اندرون لوہاری دروازہ، س۔ن۔

۹۔ نصر اللہ مردانی، ستیغ سخن (تذکرہ منظوم)، تہران: چاپ علی اکبر، ۱۳۷۱ش۔